34631 ـ طالب علم کو زکاۃ دینا

سوال

اگر کوئی شخص شرعی علم کے لیے اپنے آپ کو فارغ کر لے تو کیا اس کی ضروریات پوری کرنے اور کتابیں خریدنے کے لیے زکاۃ دینی جائز ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

زکاۃ کے مصارف آٹھ ہیں جسے اللہ تعالی نے مندرجہ ذیل آیت میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

ترجمہ: زکاۃ تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلب میں، اور گردنیں آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالی علم والا اور حکمت والا ہے ۔ التوبۃ / 60

اور (سبیل اللہ) سے اللہ تعالی کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ مراد ہے، لہذا مجاہد کو اس کی ضروریات ،نفقہ اور اسلحہ وغیرہ خریدنے کے لیے زکاۃ دی جائے گی۔۔۔

اہل علم کا کہنا ہے کہ:

"فی سبیل اللہ" میں وہ شخص بھی شامل ہے جو اپنے آپ کو شرعی علم کے حصول کے لیے فارغ کر لیتا ہے، تو اسے بھی زکاۃ میں سے نفقہ ، لباس کھانے پینے اور اس کی رہائش اور کتب کے لیے مال دیا جائے گا، اور جو اس کی ضروریات ہیں وہ پوری کی جائیں گی، کیونکہ شرعی علم "جہاد فی سبیل اللہ "کی ایک قسم ہے، بلکہ امام احمد رحمہ اللہ تو کہتے ہیں کہ: "جس شخص کی نیت صحیح ہو تو اس کے لیے علم کے برابر کوئی چیز نہیں ہے"

لہذا علم شریعت کی بنیاد ہے، لہذا علم کے بغیر شریعت ہی نہیں ہے، اور اللہ تعالی نے کتاب اس لیے نازل فرمائی کہ لوگ انصاف کریں اور شرعی احکام کی تعلیم حاصل کریں، اور نظریاتی و عملی عقیدہ سیکھیں۔

جبکہ جہاد فی سبیل اعلی و افضل ترین عمل ہے بلکہ یہ اسلام کی کوہان اور چوٹی ہے، اور اس کی فضلیت میں کسی بھی قسم کا شک و شبہ نہیں، لیکن اسلام میں علم شرعی کی بھی بہت شان ہے، لہذا اس کا جہاد میں داخل ہونا واضح ہے جس میں کسی بھی قسم کا اشکال نہیں۔ انتہی

ماخوذ از: مجموع فتاوى ابن عثیمین (337 ـ 338)

دائمی فتوی کمیٹی سے پوچھا گیا:

کیا بہت زیادہ محتاج اور ضرورتمند طلباء کو زکاۃ دینی جائز ہے؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

جی ہاں ان کی ضروریات کی بنا پر انہیں زکاۃ دینی جائز ہے، کیونکہ وہ اس کے محتاج ہیں۔

دیکھیں: فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء (10 / 17).

اور " الموسوعة الفقهية " میں ہے کہ:

" فقہاء کرام کا طالب علم کو زکاۃ دینے کے متعلق اتفاق ہے، چنانچہ احناف شوافع اور حنابلہ نے اسے صراحتا جائزکہا ہے، اور مالکی مذہب سے بھی یہی سمجھ آتی ہے.... اور بعض احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر طالب علم اپنے آپ کو شرعی علم کے لیے فارغ کر لے چاہے وہ طالب علم غنی اور مالدار بھی ہو تو اس کے لیے زکاۃ لینا جائز ہے، کیونکہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر کوئی طالب علم اپنی حیثیت کے مطابق محنت مزدوری کرسکتا ہے ، لیکن وہ شرعی علم حاصل کرنے کیلئے اتنا مصروف ہےکہ اگر مزدوری کرنے لگ جائے تو علم حاصل نہیں کر پائے گا، تو اسکے لئے زکاۃ لینا جائز ہوگا، کیونکہ علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے،--- ۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس کے پاس پڑھنے کیلئے کتب خریدنے کی رقم نہیں ہے اس کا حکم کیا ہے؟

تو شیخ الاسلام کا جواب تھا:

اس کے لیے اتنی زکاۃ لینا جائز ہے جو اس کی ضروریات کی کتب خریدنے کے لیے کافی ہو جن کے بغیر اس کے

دین و دنیا کی مصلحت پوری نہیں ہوتی۔

بہوتی کہتے ہیں:

لگتا ہے کہ [طلباء کو زکاہ دینا] مصارف زکاۃ سے خارج نہیں، کیونکہ یہ طالب علم کی ان ضروریات میں شامل ہے جس کا وہ محتاج ہے، لہذا یہ اس کے نفقہ کی طرح ہی ہے، اور فقہائے کرام نے صرف شرعی علوم کے طلباء کو ہی زکاۃ دینے کے لیے خاص کیا ہے۔

اور احناف نے صراحت کیساتھ کہا ہے کہ طلباء کیلئے ایک ملک سے دوسرے ملک زکاۃ منتقل کی جاسکتی ہے۔مختصر اقتباس از : الموسوعة الفقهية (28 / 337).

واللہ اعلم .